کیا لیلۃالقدر کی دعا پڑھنا سنت ہے؟

بقلم:-
محمد حذیفة

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس مختصر تحریر میں عوام میں مشہور دعا

جو شب قدر میں مخصوص پڑھی جاتی ہے اس کا

ضعف واضح کیا گیا ہے اس کے علاوہ جن حضرات

نے جس بنا پر اس روایت کی تصحیح کری ہے ان کا

مدلل و مفصل رد کیا گیا ہے۔

دین اسلام کا ماخذ قرآن کریم اور صحیح روایات پر ہے نا کہ ضعیف اور غیر ثابت روایات پر اگرچہ کتنے ہی احسن الفاظوں کے ساتھ وہ روایت منقول ہو چاہے احکام میں ہو یا فضائل میں وہ سب شریعت ہے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے کیا خوب فرمایا:

"ولا فرق فی العمل بالحدیث فی الاحکام، او فی الفضائل، اذ الکل شرع۔"
حدیث پر عمل کرنے میں احکام (اعمال) اور فضائل میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ یہ سب شریعت کا حصہ ہیں۔ [تبیین العجب لابن حجر، صفحہ: ۲۶#]

اس معلوم ہوتا ہے کے روایات احکام میں ہو یا فضائل میں وہ سب شریعت ہیں۔

اسی طرح لیلۃالقدر میں ایک دعا ہے جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے لیکن وہ نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے، لیکن کچھ علماء نے اس کی تصحیح و تحسین کر دی ہے لیکن اس میں خفیہ علت ہے، جس کے اوپر میں تبصرہ کر رہا ہوں بعض نے اس کا دفاع کیا اور صحیح ثابت کرنے کی نا کام کوشش کی لیکن میں یہاں پر پہلے اس کا ضعف واضح کروں گا اس کے بعد جنہوں نے اس کا دفاع کیا یعنی ضعیف روایت کو صحیح ثابت کیا میں اصول جرح و تعدیل کی روشنی میں اس کا جواب بھی دوں گا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا:

"حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ، عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ عَلِمْتُ أَيُّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا أَقُولُ فِيهَا ؟ قَالَ: قُولِي: اللَّهُمَّ إِنَّكَ عُفُوٌّ كَرِيمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي۔"
ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی **ہیں کہ میں نے کہا: اللہ کے رسول! اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کون سی رات لیلۃ القدر ہے تو میں اس میں کیا پڑھوں؟**

آپ نے فرمایا: پڑھو «اللهم إنك عفو كريم تحب العفو فاعف عني» اے اللہ! تو عفو و درگزر کرنے والا مہربان ہے، اور عفو و درگزر کرنے کو تو پسند کرتا ہے، اس لیے تو ہمیں معاف و درگزر کر دے۔ [سنن الترمذی: ۳۵۱۳#]

اس کے علاوہ یہ روایت: [مسند أحمد: ۲۵۳۸٤#، مسند اسحاق بن راهويہ: ۱۳٦۱#، سنن ابن ماجہ: ۳۸۵۰#، سنن الكبرى للنسائی: ۷۷۱۲#، مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۹۷۹۹#، قيام رمضان للمروزی: ۲۵۹/۱، مسند شهاب: ۱٤۷٤#، شعب الايمان للبيهقی: ۳۷۰۰#، معجم الاوسط للطبرانی: ۲۵۰۰#،] **وغیرہ دیگر کتب میں موجود ہے۔**

اس روایت کی جو علت ہے وہ یہ ہے کہ اس روایت میں ایک راوی ہیں عبداللہ بن بریدہؒ ان کا سماع (سننا) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت نہیں ہے جن سے وہ بیان کر رہے ہیں، اس پر علماء کی جرح مفسر موجود ہے ملاحظہ کریں:

امام دارقطنی رحمہ اللہ ابن بریدہؒ کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کے بارے میں کہتے ہیں:
"هَذِهِ كُلُّهَا مَرَاسِيلُ ابْنُ بُرَيْدَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَائِشَةَ شَيْئًا۔"
ابن بریدہؒ کا عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں ہے، اس کی تمام روایات (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے) مرسل ہیں۔ [سنن دارقطنی: تحت حدیث: ۳۵۵۷#]

امام نسائی رحمہ اللہ عبداللہ بن بریدہؒ کی اسی روایت کو جو وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کر رہے ہیں فرماتے ہیں:
"مرسل"
یعنی یہ مرسل (منقطع) ہے۔ [**سنن الکبری للنسائی، تحت حدیث: ۱۰٦۴۴#**]

امام بیہقی رحمہ اللہ ابن بریدہؒ کی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:
"وَهَذَا مُرْسَلٌ، ابْنُ بُرَيْدَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا۔"
یہ مرسل (منقطع) ہے، ابن بریدہؒ کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں ہے۔ [سنن الکبری للبیہقی، تحت حدیث: ۱۳٦۸٦#]*

اب دیکھیں اس روایت میں کتنی بڑی علت ہے ایک راوی کا سماع ہی ثابت نہیں تو وہ روایت صحیح یا حسن کیسے ہو سکتی ہے؟ جس میں علت ہے اور علت بیان کرنے والے کون ہیں علل کے امام، امام دارقطنی رحمہ اللہ اور اس کے علاوہ نسائی رحمہ اللہ نے بھی مرسل کہہ دیا **اس کے علاوہ بیہقی رحمہ اللہ نے بھی انقطاع بیان کر دیا اب اس** روایت میں متساہل محدث کی تحسین کوئی فائدہ نہیں دے گی۔

اب میں ان کا تبصرہ کر رہا ہوں جنہوں نے اس روایت کو صحیح کرنے کی کوشش کری ہے۔

بعض نے کہا: یہ صرف امام دارقطنی رحمہ اللہ کا قول ہے اس کے علاوہ کسی نے یہ بات نہیں کہی تو میں عرض کر آیا ہوں کہ یہ بات امام نسائی رحمہ اللہ نے بھی کہی اب تو امام دارقطنی رحمہ اللہ کا تفرد دور ہوا؟

پھر کہا گیا: جہاں تک امام بیہقی رحمہ اللہ کی بات ہے تو انہوں نے امام دارقطنی رحمہ اللہ پر اعتماد کیا، میں کہتا ہوں: اول دارقطنی رحمہ اللہ کا تفرد کہاں گیا؟ جب خود ہی تسلیم کیا کہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے بھی کہا اور امام دارقطنی پر اعتماد کرکے کہا تو عرض ہے اس سے تو امام دارقطنی کی تائید ہو گئ کیوں امام بیہقی رحمہ اللہ بھی کوئی چھوٹے امام نہیں ہیں۔

پھر کہا گیا کہ: امام دارقطنی رحمہ اللہ اور امام بیہقی رحمہ اللہ کے علاوہ کسی نے بھی اعتماد نہیں کیا، میں کہتا ہوں کہ: پہلے تو کہا گیا صرف دارقطنی رحمہ اللہ نے کہا بعد میں کہا جارہا ہے کہ دارقطنی رحمہ اللہ اور بیہقی رحمہ اللہ کے علاوہ کسی نے نہیں کہا تو یہ تناقضات تو آپ کی لائینوں میں ہی نظر آرہے ہیں، اس کے علاوہ نسائی رحمہ اللہ کا میں پہلے ہی ذکر کر آیا ہوں بعض نے اس پر تبصرہ نا کرنے میں ہی عافیت س **مجھی۔**

پھر کہا گیا: امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس روایت کو "حسن" قرار دیا، میں کہتا ہوں بے شک "حسن" قرار دیا لیکن لوگ اس سے بے خبر کیوں ہیں کہ امام ترمذی رحمہ اللہ متساہل ہیں ان کی تحسین علل کے امام کے آگے کیا فائدہ دے گی؟ امام ترمذی رحمہ اللہ کی تحسین کے بارے میں علماء کرام کا موقف ملاحظہ کریں:

امام ذھبی رحمہ اللہ نے کہا:

"فلا یغتر بتحسین الترمذی فعنده المحاققة غالبها ضعاف۔"

پس ترمذی (رحمہ اللہ) کی تحسین سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے کیونکہ محققین کے نزدیک ایسی غالب (عام، اکثر) روایتیں ضعیف ہیں۔ [میزان الاعتدال: ۴۱۶/۳]

مزید فرماتے ہیں:

"فلهذا لا یعتمد العلماء علی تصحیح الترمذی۔"

پس اس وجہ سے ترمذی (رحمہ اللہ) کی تصحیح پر علماء (محدثین) اعتماد نہیں کرتے۔ [میزان الاعتدال: ۴۰۷/۳]

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ایک ضعیف حدیث کو لکھ کر کہتے ہیں:

"وَإِنْ حَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ فَلَعَلَّهُ تَسَاهَلَ فِيهِ لِكَوْنِهِ مِنْ فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ۔"

اور اگر امام ترمذی (رحمہ اللہ) نے اسے حسن کہا ہے تو شاید انہوں نے اس میں تساہل کیا ہے کیونکہ یہ فضائل اعمال میں سے ہے۔ [فتح الباری لا ابن حجر: ۲۴۷/۱۱]

امام سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"و قسم منهم مقسمع کالترمذی، والحاکم۔"

اور ان میں سے ایک قسم متساہل تھی، مثلاً ترمذی (رحمہ اللہ) اور حاکم (رحمہ اللہ)۔ [المتکلمون فی الرجال للسخاوی، صفحہ: ۱۳۷]

ایک زبردست دلیل خود امام ترمذی رحمہ اللہ کی کتاب "جامع الترمذی" سے جس کے بعد آپ لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ امام ترمذی رحمہ اللہ متساہل تھے، ملاحظہ کریں:

"حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ هُوَ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنَا سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ كَأَنَّهُ عَلَى الرَّضْفِ. قَالَ شُعْبَةُ: ثُمَّ حَرَّكَ سَعْدٌ شَفَتَيْهِ بِشَيْءٍ، فَأَقُولُ: حَتَّى يَقُومَ، فَيَقُولُ حَتَّى يَقُومَ۔"

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
"قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، إِلَّا أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ۔"
یہ حدیث حسن ہے، مگر ابوعبیدہ کا اپنے باپ سے سماع نہیں ہے۔
[جامع الترمذی: ۳۶۶#]

اب دیکھیں امام ترمذی رحمہ اللہ اس حدیث کو حسن بھی کہہ رہے ہیں اور علت بھی بیان کر رہے ہیں کہ یہ روایت منقطع ہے۔ صرف اس وجہ سے حسن کہہ رہے ہیں کہ اہل علم کا اس پر عمل ہے یہ تساہل نہیں تو اور کیا ہے؟ یاد رہے اس روایت کا کوئی متابع اور شواھد بھی نہیں ہے۔

حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں علل کے امام دارقطنی رحمہ اللہ کے سامنے امام ترمذی رحمہ اللہ کی تحسین کا کیا اعتبار رہ جاتا جو کہ وہ خود ہی متساہل ہیں۔

اس کے بعد ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی مثال دی گئی تو میں عرض کر دوں کہ ابن حجر رحمہ اللہ اول تو متاخرین میں سے ہیں دوم انہوں نے خود علامہ ترکمانی رحمہ اللہ کے کلام پر اعتماد کیا۔

ترکمانی رحمہ اللہ کا کلام کا مفہوم یہ ہے کہ ابن بریدہؒ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے معاصر ہیں ان کے سماع میں کوئی شک نہیں۔

لیکن ترکمانی رحمہ اللہ کے اس کلام کی دلیل عام ہے اور اس پر جرح خاص ہے لہٰذا خاص دلیل عام پر مقدم ہوتی ہے اگر ائمہ علل اس روایت پر جرح نا کرتے تو بے شک یہ روایت اس اصول سے صحیح ہوتی جو کہ ترکمانی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے لیکن اس پر ائمہ علل نے علت بیان کی ہے تو یہ عام اصول خاص کے مقابلے میں باطل ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابن بریدہؒ نے نہیں سنا اس کی مثال "بخاری" کی روایت میں ہے جو امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح میں لائے ہیں جس میں ابن بریدہؒ کے بعد ایک واسطہ ہے ملاحظہ کریں:

"حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ ، حَدَّثَنَا *عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ:* سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُونِ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ عَذَابٌ يَبْعَثُهُ اللَّهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ ، وَأَنَّ اللهَ جَعَلَهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ يَقَعُ الطَّاعُونُ فَيَمْكُثُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يُصِيبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيدٍ۔" [صحیح البخاری: ۳۴۷۴#]

اب دیکھیں ابن بریدہؒ یحیٰی بن یعمرؒ کا واسطہ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کر رہے ہیں، لیکن اُس روایت میں وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے خود بغیر واسطہ بیان کر رہے ہیں تو اسی وجہ سے لیلۃالقدر کی دعا والی روایت مرسل ہے ضعیف ہے، اگر کوئی کہتا ہے کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں بھی واسطہ ہوگا تو اسکا جواب یہ ہے کہ جب تک وہ واسطہ بیان نہیں کریں گے تب تک اس کو متصل نہیں مانا جائے گا کیونکہ آئمہ علل کی اس پر جرح مفسر موجود ہے، یاد رہے کسی بھی کتاب میں ابن بریدہؒ نے اُس روایت میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے واسطہ بیان نہیں کیا۔

نوٹ:- لیلۃالقدر میں اس دعا کا ورد کیا جائے اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس کے معنی بہت عمدہ ہیں لیکن سنت سمجھ کر کرنا یہ غلط ہے کیونکہ جب نبی ﷺ سے ثابت ہی نہیں ہے تو سنت کی بات ہی ختم ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم

تحقیق:- خادم حدیث الرسول ﷺ محمد حذیفة

١٦، مئی، ٢٠٢٠